برطانیہ' بھارت اور الطاف حسین کی تثلیث

تحریر: سہیل احمد لون

جمہوریت ایسے طرز حکومت کا نام ہے جس میں عوام اپنے ووٹوں کے ذریعے نمائندے منتخب کر کے ان کو حکومت کرنے یا حزب اختلاف میں بیٹھنے کی ذمہ داری سونپتے ہیں یا پھر انہیں مینڈیٹ نہ دے کر حکومتی اور اپوزیشن بینچوں سے دور رکھتی ہے اور پھر غیر مینڈیٹی قائدین کیلئے ملک بھر کے مشہور مقامات احتجاجی پارلیمنٹ کا کردار ادا کرتے ہیں۔ وطن عزیز میں جمہوریت لندن کے موسم کی مانند ہے جس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ وطن عزیز میں ''جمہوریت سب سے بڑا انتقام ہے'' کے نام سے بھی موسوم کی گئی۔ جمہوریت کا اصل حسن آزادی رائے اور جرات اظہار ہے۔ اگر پاکستان سے باہر بیٹھ کر کسی فون یا ٹیلی فونک خطاب کے ذریعے ریاستی اداروں کے خلاف شر انگیزی پھیلائی جارہی ہو یا ملک دشمنوں کو وطن عزیز پر حملے کی عدوت عام دی جارہی ہو یا ریاست کے خلاف سازش ہورہی ہے تو ریاست کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ آزادی اظہار کے نام پر ملک وقوم کی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والے کو آہنی ہاتھوں لے۔ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین جمہوری آمریت ہو یا آمری جمہوریت دونوں ادوار میں آزادی وجرات اظہار کا عملی مظاہرہ کرتے دکھائی دیے۔ جوش خطابت میں وہ بعض اوقات ایسی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں جو ملک دشمنی، غداری اور شر انگیزی کے زمرے میں آتی ہیں۔ جب وہ ''ہوش'' میں آتے ہیں تو اپنے الفاظ واپس لے کر اپنے سیاسی مریدوں کو بیانات پر صفائیاں دینے سے آزادی ملتی ہے۔ اس میں میڈیا کا بھی قصور ہے جو قائد تحریک کو اس وقت لائیو آن ایئر لیتا ہے جب وہ کھانے ''پینے'' کے بعد مخصوص موڈ میں ہوتے ہیں۔ لائیو ٹرانسمیشن میں بھی یہ میڈیا کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ کونسا مواد لائیو ٹرانسمٹ ہونا چاہیے۔

قائد تحریک کا حالیہ خطاب ان کے لیے فی الحال ایک بڑی پریشانی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا نظر آرہا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ تمام سیاسی جماعتوں کے علاوہ عسکری اداروں نے بھی اس کا سختی سے نوٹس لیا ہے۔ تحریک انصاف کے رہنما فیصل واڈا لندن میں الطاف حسین کے خلاف مظاہرے کرنے کے بعد برطانوی پولیس کو الطاف حسین کے خلاف ثبوتوں کی مزید آٹھ فائلیں جمع کروا گئے ہیں۔ اس سے قبل تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے بھی الطاف حسین کے خلاف برطانیہ میں قانونی چارہ جوئی کی کوشش کی تھی مگر اسکا نتیجہ وہی نکلا تھا جو انتخابی دھاندلی میں جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کا نکلا تھا۔ قائد تحریک کے بیانات پر وزیر دفاع خواجہ آصف کا جوابی بیان مضحکہ خیز تھا کیونکہ خواجہ آصف کو بھی الطاف حسین کی طرح مسلح افواج کے خلاف ہرزہ رسائی کرنے بلکہ بار بار کرنے کا اعزاز حاصل کرچکے ہیں۔ الطاف حسین کے بیانات کا ڈیفنس شاید ان کی جسمانی صحت، دماغی حالت، مکمل ہوش میں نہ ہونا یا غیر ملکی سرزمین پر ملکہ سے وفاداری پر حلف لیکر برطانوی شہریت یا مغربی طاقتوں کا آلہ کار کے طور پر پیش کیا جاسکے مگر خواجہ آصف اپنے بیانات جو فلور آف دی ہاؤس یا مختلف ٹی وی چینلز پر دیتے ہیں ان کا کیا ڈیفنس پیش کرسکتے ہیں؟ انکی دماغی حالت یا ذہنی کیفیت پر کسی کو کوئی شک نہیں، اس کے باوجود انکی توپوں کا رخ مسلح افواج اور جرنیلوں کی طرف ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ ان کا سیاسی کیریئر بھی میاں نواز شریف، الطاف حسین اور

دیگر سیاست دانوں کی طرح جرنیلوں کی مرہون منت ہے۔ الطاف حسین کے بیانات پر پیپلز پارٹی کا ردعمل بھی سخت نظر آیا، چند روز قبل شہید بھٹو کی پارٹی پر قابض ہونے والے شریک چیئر پرسن آصف علی زرداری نے بھی مسلح افواج کے بارے جو زبان استعمال کی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب عوامی جماعت کے اجلاس دوبئی میں ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار نے پریس کانفرنس میں کہا کہ حکومتی سطح پر اس کا نوٹس لیا جارہا ہے اور قانونی مسودہ تیار کیا جارہا ہے تاکہ برطانوی حکومت کو الطاف حسین کے خلاف ایکشن لینے کے لیے کہا جائے۔ برطانوی قوانین کے مطابق کوئی شخص انکی سرزمین کو شر انگیزی، دہشت گردی اور ملکی سلامتی کے خلاف کاروائیوں کے لیے استعمال نہیں کر سکتا۔ سابق ممبر آف پارلیمنٹ جارج گیلووے بھی الطاف حسین کے خلاف ہاؤس آف کامنز میں معاملہ اٹھا چکے ہیں۔ گزشتہ برس تحریک انصاف کے حامیوں سمیت دیگر پاکستانیوں نے برطانوی پولیس کو چند گھنٹوں میں ہزاروں شکایات ریکارڈ کروائیں جس سے الطاف حسین کی شر انگیز تقاریر کا سلسلہ کچھ دیر کم ضرور ہوا کیونکہ برطانیہ میں عوامی دباؤ کا اثر ویسا ہی ہے جیسا ہمارے ہاں لمبے بوٹوں کا۔ صولت مرزا کا آخری بیان، منی لانڈرنگ کیس کے علاوہ ڈاکٹر عمران فاروق قتل کیس بھی قائد تحریک کی آواز بند نہ کر سکا۔ آجکل وطن عزیز میں سیلاب اور برسات نے موسم قدرے ٹھنڈا کر دیا ہے مگر سیاسی موسم گرم ترین ہے۔ حساس ادارے بھی الطاف حسین کی جرات اظہار پر نالاں ہیں۔ اب حکومتی سطح پر الطاف حسین کے خلاف اقدام کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ قائد تحریک اگر ریٹائیرڈ جنرل ہوتے تو وہ بھی آج جنرل (ر) پرویز مشرف کی طرح پاکستان میں عدالتوں کا سامنا کر رہے ہوتے۔ مگر وہ اپنے آپ کو برطانیہ میں زیادہ محفوظ تصور کرتے ہیں۔ برطانیہ میں قانون وانصاف کی بالا دستی ہے مگر جہاں بات قومی مفادات کی آئے تو وہاں الطاف حسین جیسے کئی مہروں کو اس وقت تک رعایت دی جاتی ہے جب تک اس سے مفادات لیے جاسکتے ہیں۔ باقی یہاں ٹشو پیپر کو صرف اس وقت تک جیب میں رکھنے کا رواج ہے جب تک اس سے کام نہیں لیا جاتا۔ الطاف حسین کے خلاف ہمارے ریاستی ادارے اور سیاسی رہنما ثبوت دینے میں مصروف ہیں حالانکہ یہاں کا سیکورٹی نظام بہت فعال اور ترقی یافتہ ہے۔

امریکی کمپیوٹر سپیشلسٹ، سی آئی اے کے سابقہ اہل کار اور (NSA) نیشنل سیکورٹی ایجنسی کے سابقہ کنٹریکٹر ایڈورڈ سنوڈن نے وکی لیک کے خالق جولین اسانج کی طرح خفیہ معلومات لیک کر کے دنیا کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اس مقصد کے لیے برطانیہ کے معروف اخبار دی گارڈین کے صحافی گلین گرین والڈ سے رابطہ کیا جس نے اپنی اخبار میں وہ تمام انکشافات کیے جو ایڈورڈ سنوڈن نے اسے مہیا کیے تھے۔ اس نے (metadata, PRISM, xKeyscore, Tempora) جیسے انٹرنیٹ پروگرامز کا انکشاف کیا جس کے بعد اسے عوامی حلقوں میں ہیرو اور حکومتی لیول پر غدار کے "خطاب" سے نوازہ گیا۔ ایڈورڈ سنوڈن کے انکشاف کے بعد اب یہ کھلی حقیقت ہے کہ ان پروگرامز کے ذریعہ کسی کے ٹیلیفون، ای میل، کمپیوٹر ڈیٹا تک رسائی حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ کمپیوٹر میں استعمال ہونے والے اکثر آلات (NSA friendly) نیشنل سیکورٹی ایجنسی کی رسائی آسانی سے ممکن ہے۔ جن میں روٹرز، یوایس بی سٹکس، سوئچ، فائر والز، وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ گوگل، یاہو، سکائپ، فیس بک، ہاٹ میل اور دیگر کئی پروگرامز جس کا استعمال کر کے لوگ اپنی ذاتی چیزیں محدود لوگوں سے شیئر کرتے ہیں مگر ان کو یہ نہیں پتہ کوئی اس تاک میں بیٹھا ہے کہ کون کس سے کیا بات کر رہا ہے؟ کون کس کو کیا ایس ایم ایس

یا ای میل کر رہا ہے؟ سنوڈن نے یہ خیال کیا کہ یہ پروگرامز غیر آئینی سرگرمی ہے جس سے عوام کی آزادی سلب ہو رہی ہے۔ اس نے پہلے برطانوی صحافی گرین والڈ کی معاونت سے دنیا میں جمہوریت کے مائی باپ کا بھانڈہ پھوڑ دیا۔ تاجدار برطانیہ بھی کسی حد تک ان پروگرامز تک رسائی حاصل ہے خصوصاً (Tempora) جسے گورنمنٹ کمیونیکیشن ہیڈکوارٹرز برطانیہ سے آپریٹ کیا جاتا ہے۔ سنوڈن کے انکشافات کے بعد امریکہ میں عوامی ردعمل دیکھنے کو آیا جس میں لوگ اپنی نجی زندگی کے معاملات کی خفیہ نگرانی کے خلاف سراپا احتجاج تھے۔ امریکی حکام، انٹیلی جینس اداروں نے سنوڈن کو غداری کا مرتکب قرار دیا ہے یہی وجہ ہے ایڈورڈ سنوڈن کو روس میں سیاسی پناہ لینا پڑی۔ دہشت گردی کے خاتمے اور دہشت گردی کے نیٹ ورک تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ان پروگرامز پر عوامی ٹیکسز کا بہت پیسہ برباد کیا گیا۔ انٹرنیٹ کے تیز ترین دور میں حیرانگی ہے کہ خفیہ نگرانی کرنے کا اتنا جدید پروگرامز ہاتھ میں ہونے کے باوجود اتنے برس اسامہ بن لادن ہاتھ نہ آیا۔ اسامہ بن لادن نے پیغام رسانی کے لیے کوئی کبوتر نہیں رکھے تھے بلکہ امریکہ نے آپریشن کے بعد خود بتایا تھا کہ اسامہ بن لادن کے کمپاؤنڈ سے اس کے زیر استعمال کمپیوٹر، موبائل وغیرہ انہوں نے قبضے میں لے لیے تھے۔ تعجب ہے کہ اسامہ بن لادن، ملا عمر، حکیم اللہ محسود کے فونز (Metadata) کی رسائی سے باہر کیوں تھے؟ اسامہ بن لادن بھی ای میل، ایس ایم ایس، گوگل، ہاٹ میل اور سوشل میڈیا سب کچھ استعمال کرتا ہوگا تو یہ سب (PRISM) کی نظر سے کیسے بچ گیا حالانکہ اس کو ایجاد ہی اسی مقصد کے لیے کیا گیا تھا۔ گذشتہ ڈھائی دہائیوں سے لندن میں مقیم قائد تحریک بھی جدید ذرائع مواصلات استعمال کر رہے ہیں بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ برطانوی حساس اداروں کو ان کی تمام حرکات و پیغامات تک رسائی نہ ہو۔ جب تک قائد تحریک مغربی طاقتوں کے لیے کارآمد ہیں ان پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ جہاں تک پاکستانی گورنمنٹ کا تعلق ہے تو ان کا مفاد بھی اسی میں ہے کہ عوام کو دکھانے کے لیے تھوڑی سی بڑکیں مار دیں۔ آصف علی زرداری، میاں برادرز، اور رحمان ملک جیسے کئی سیاستدانوں کا ''ذاتی مفاد'' برطانیہ سے منسلک ہے اور برطانیہ کا ''قومی مفاد'' پاکستان کی بجائے بھارت میں ہے۔ وہ کبھی ایسی کارروائی نہیں کریں گے جس سے ان سب کے ''اجتماعی مفادات'' کو کوئی نقصان پہنچے۔ قائد تحریک الطاف حسین کی بھی ان مفادات میں شراکت ہے لہذا ان کو اپنے پارٹنرز سے کوئی خطرہ نہیں۔ افواج پاکستان کے خلاف جو جرات اظہار نہیں رکھتے وہ قائد تحریک کو یہی کہتے ہیں ''لگے رہو......الطاف بھائی'' ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ویسے بھی نظریہ تثلیث پر یقین رکھنے والے برطانیہ نے برطانیہ، بھارت اور الطاف حسین کی تثلیث بنا رکھی ہے اور تثلیث بارے اُن کا نظریہ ناقابلِ مفاہمت ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

05-08-2015.